

اخبار اُمت

’سب سے پہلے اسرائیل‘

عبدالغفار عزیز

افغانستان پر فوج کشی کا مرحلہ درپیش تھا تو ’سب سے پہلے پاکستان‘ کا نعرہ بلند کر دیا گیا۔ پھر جنرل صاحب سے لے کر ادنیٰ وزرا اور گویوں تک سب اُنھی الفاظ کی جگالی کرنے لگے۔ اس وقت اُمت کی بات کرنے والوں کو، کشمیر و فلسطین کی بات کرنے والوں کو بے حکمت، غیر متوازن اور جذباتی کے طعنے دیے گئے۔ انہیں پراپوں کی لڑائی میں کودنے کے کوسنے دیے گئے۔ پھر افغانستان تباہ ہو گیا، ہزاروں بے گناہ انسان خاک میں ملا دیے گئے۔ کئی عشروں پر محیط افغان پالیسی کے نتیجے میں ہم نے وہاں جتنے بھی دوست بنائے تھے سب کھو دیے، وہاں امریکا سمیت ناٹو ممالک کی افواج اور بھارتی خفیہ ایجنسیوں کا جال وسیع تر ہوتا چلا گیا اور برادر حقیقی کی حیثیت رکھنے والے ملک کی ہوا میں پاکستان اور پاکستانیوں کے لیے زہریلی ہوتی چلی گئیں۔

’سب سے پہلے پاکستان‘ کی بنیادوں پر ہم نے بھی مزید رڈے چڑھا دیے۔ ہزاروں بے گناہوں کے قتل میں معاونت کا بوجھ تو گردن پہ تھا ہی، اب ہم نے اپنے قبائل کو بھی کچلنا شروع کر دیا۔ باڑھ ہی کھیت کو کھانے لگی تو ہم اس فکر سے بھی آزاد ہو گئے کہ چھری خربوزے پہ گرتی ہے یا خربوزہ چھری پر۔ دونوں طرف اپنے ہی بھائی بندوں کے لاشے گر رہے تھے، فوجی جوان بھی پاکستانی اور قبائل بھی پاکستانی۔

ایسے لمیوں کا جو انجام ہوتا ہے ہم اب اسی کا سامنا کر رہے ہیں۔ جس بے وفا کے لیے جان سے گزرے تھے وہ اب بھی ہمیں مورد الزام ٹھہرا رہا ہے۔ بھارتی خفیہ ایجنسیاں سرحد پار کھل کھیل رہی ہیں۔ کوئی بھی دھماکا ہو کیسا ہی حادثہ ہو جو بھی شکایات پیدا ہوں الزامات ہمارے ہی سر منڈھے جارہے ہیں۔ وہی طالبان جنہیں ہم نے خود پکڑ پکڑ کر گوانتانامو بے بھجوادیا افغانستان کی خاک میں ملا دیا ہمارے اور امریکیوں کے اندازے سے زیادہ سخت جان نکلے۔ افغان تاریخ و روایات کے عین مطابق جب انھوں نے قابض فوجوں سے عملاً نبرد آزما ہونا شروع کیا تو سارا نزلہ عضو ضعیف پر ہی گرنے لگا۔ ساری خدمت اور چاکری کرنے کے باوجود ہم ہی گردن زدنی ہیں ہر طلوع ہونے والے دن ہمارے لیے دشنام و الزامات کا نیا ذخیرہ الفاظ ایجاد ہو رہا ہوتا ہے۔ اب نہ روشن خیالی کی کوئی تدبیر کام کر رہی ہے اور نہ نسلوں کو تباہ کرنے والی تعلیمی و ثقافتی قلابازیاں اثر دکھا رہی ہیں۔

اصل بد قسمتی یہ ہے کہ ایسی تاریکی میں بھی اندھوں کو ایک بار پھر بڑی دُور کی سوچھی ہے۔ اب 'سب سے پہلے پاکستان' کے بجائے زیادہ 'حقیقت پسندی' کا ثبوت دیا جا رہا ہے۔ بالکل الٹی سمت میں جا کر اعلان کیا گیا ہے کہ اصل مسئلہ مشرق وسطیٰ کا مسئلہ ہے۔ اسے حل کیے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اب جنرل صاحب نے ایک دو نہیں پورے ۹ مسلم ملکوں کے طوفانی دورے کیے ہیں۔ 'سب سے پہلے پاکستان' کے بعد اب وہ 'سب سے پہلے مشرق وسطیٰ' کے سنہری فارمولے کی دلالی کر رہے ہیں۔ برادر مسلم ممالک تو ہم سے ہمیشہ دوستی، تعاون اور مضبوط تعلقات ہی چاہتے ہیں۔ انھوں نے حوصلہ افزائی کی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جب ہمیں سب سے پہلے پاکستان کا نسخہ کیا تھا یا گیا تھا تب امریکی کٹھن میں جتنے دیگر تمام مسلم ممالک کو بھی اسی لٹھی سے ہانکا جا رہا تھا۔ اس وقت جدھر سنتے تھے ایک ہی نغمہ الاپا جا رہا تھا: 'سب سے پہلے اردن'، 'سب سے پہلے لبنان'، 'سب سے پہلے مصر'، 'سب سے پہلے.....'۔ اب کیسٹ الٹی چلتی شروع ہوئی ہے تو توقع ہے کہ عنقریب ہر جانب سے ایک ہی راگ کانوں میں رس گھولے گا: 'سب سے پہلے مشرق وسطیٰ'۔

آخر یہ نیا فارمولا ہے کیا؟ اسلام آباد نے تو اعلان کیا ہے کہ ابھی اس راز سے پردہ نہیں اٹھایا جاسکتا، لیکن نئے سال کے دوسرے مہینے دوسری بار مشرق وسطیٰ کے دورے پر آئی ہوئی

امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس نے اس کی کئی جھلکیاں دکھا دی ہیں۔ حماس الفتح مذاکرات اور معاہدہ مکہ سے یہ تاثر ابھرا تھا کہ اب فلسطینیوں کو فلسطینیوں سے لڑانے کی سازش ناکام ہو جائے گی۔ اب دونوں بھائی مل کر اپنے دشمن کا سامنا کر سکیں گے، اپنے حقوق کا تحفظ کرنے کی فکر کریں گے۔ لیکن معاہدے پر دستخط کی تقریب میں رسمی تقاریر ہی کے دوران میں صدر محمود عباس نے اصل ایجنڈے کی نشان دہی کر دی۔ انھوں نے کہا: ”بالآخر ہماری قومی حکومت تشکیل پا گئی ہے۔ اب حماس کو ان تمام عالمی معاہدوں کا احترام کرنا ہوگا جو ہم نے عالمی برادری کے ساتھ کیے ہیں۔“ روسی صدر پوٹن نے جو خود بھی ان دنوں مشرق وسطیٰ کے دورے پر تھے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: ”معاہدہ مکہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کی طرف پہلا عملی قدم ہے۔“ ظاہر ہے محمود عباس نے تو عالمی برادری کو شیشے میں اُتارا ہی اس بنیاد پر تھا کہ وہ ان کے احکام بجالائیں گے۔ محمود عباس اپنے عقیدے کے بارے میں زبان زد عام اطلاع کی نفی کرتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، ’بھائی‘ نہیں۔ لیکن عملاً اسی بات کا پرچار کرتے ہیں جو قادیانیت اور بہائیت کی اصل بنیاد ہے، یعنی ”جہاد کا انکار اور مجاہدین سے دست برداری“۔ محمود عباس، حماس کی حکومت کو ناکام بنانے کے لیے ہر وہ خدمت بجالائے جو اسرائیل و امریکا کو مطلوب تھی۔ امریکی وزیر خارجہ نے جو اب ان کی اپنی سیکورٹی فورسز کے لیے ۸۶ ملین ڈالر امداد کا اعلان کیا۔

اُردن و مصر کے راستے، فلسطینی انتظامیہ کے مقابل صدارتی افواج کے لیے اسلحے کے انبار فراہم کر دیے گئے اور محمود عباس کے ساتھیوں میں سے سب سے متنازع شخص محمد دحلان صدارتی فوج لے کر اپنے فلسطینی مجاہدین پر ہی چڑھ دوڑا۔ غزہ یونیورسٹی جلا ڈالی گئی۔ مساجد میں علمائے کرام اور کتاب الہی پر گولیوں کی برسات کر دی گئی اور جہاں کبھی صرف صہیونی بم باری اور فائرنگ ہوا کرتی تھی وہاں فلسطینیوں کو خود فلسطینی مارنے لگے۔ اور یہ خوں ریزی عین اس وقت ہو رہی تھی جب قابض صہیونی افواج مسجد اقصیٰ سے ملحق حصے کو شہید کر رہے تھے۔ حرم قدسی کے باب المغارہ کے باہر بنے حجرے کو گرا کر وہاں ہیکل سلیمانی کی بنیاد رکھنے کی تیاریاں کر رہے تھے اور اسلامی تحریک کے کارکنان ان سے برس پیکار تھے۔ فلسطینیوں کے ہاتھوں فلسطینیوں کی یہ خوں ریزی فلسطین کی تاریخ کا سیاہ ترین باب تھی، لیکن بالآخر فریقین مکہ مکرمہ میں ایک معاہدے پر متفق ہو گئے۔

محمود عباس نے مذکورہ بالا بیان تو دے دیا لیکن یہودی اخبارات نے واویلا مچایا کہ حماس سے عالمی معاہدوں کے احترام کی بات بہت کمزور اور ناکافی ہے۔ محمود عباس کو تاکیداً کہنا چاہیے تھا کہ ہم حماس سے ان معاہدوں کی پابندی کروائیں گے۔

رائس نے حالیہ دورے میں صہیونی وزیراعظم اولمرٹ اور محمود عباس سے ملاقاتیں کرنے کے بعد دو ٹوک اور مختصر بات کی ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے اور دہشت گردی (یعنی فلسطینی جہاد) کو ترک کرنے سے کم کوئی اور بات قابل قبول اور قابل عمل نہیں ہوگی۔ ان مکرر ارشادات عالیہ اور گذشتہ تقریباً پون صدی کے حقائق، سب سے پہلے مشرق وسطیٰ کی وحی مستور کی جھلک دکھانے کے لیے کافی ہیں۔

ویسے اُمت مسلمہ ہی نہیں خود امریکی اور صہیونی بھی اب اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ فلسطینی مجاہدین کو کچلنے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ وہ یہ راز سمجھنے سے قاصر ہیں کہ فلسطینیوں کے سروں کی فصل، جتنی کاٹنے ہیں، اس سے زیادہ پھر سامنے آ کھڑی ہوتی ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ اسی سفر معراج میں جس کا آغاز مسجد اقصیٰ سے ہوا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق کائنات نے خود اس راز کی حقیقت سے آگاہ فرما دیا تھا، اور پوچھنے پر بتایا تھا کہ ”یہ آپ کی اُمت کے جہاد کی فصل ہے..... یہ کبھی ختم نہیں ہوگی، جتنی کٹے گی..... اتنی ہی بڑھے گی“۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سب سے پہلے اسرائیل کا فارمولا تیار کرنے والے ”مسلم حکمران اس حقیقت پر کتنا ایمان رکھتے ہیں۔“

صومالیہ پر امریکی حملہ

حافظ محمد عبداللہ

۲۱ دسمبر ۲۰۰۶ء صومالیہ کی تاریک تاریخ میں ایک اور سیاہ باب رقم کرنے کے لیے طلوع ہوا۔ ۱۶ برس کی بدترین خانہ جنگی قحط سالی اور عالمی طاقتوں کی چیرہ دستیوں سے نڈھال صومالی قوم